العلوم
٢٨٧٨
کراچی ٣١

التقی الجواد

محمد عسکری



روضہ کاظمین در بغداد (عراق)

maablib.com

مؤلفہ

آغا مہدی لکھنوی

مكتبة العلوم
٩٨٧٨
كراجي
مركز إحياء آثار برّ صغير
MAAB 1431
maablib.com

آتیناہ الحکم صبیاً وحناناً من لدنا وزکوۃ وکان تقیاً

مکتبۃ العلوم ۴۸۴۸ کراچی ۳۱۹

جمعیت خدام عزا کراچی کا بارھواں نمبر

التقی الجوادؑ

مختصر حالات زندگی امام نہم صلوات اللہ وسلامہ علیہ

مؤلفہ
لسان الملت زبدۃ العلما سید آغا مہدی دام ظلہ

maablib.com

ناشر
جمعیت خدام عزا دستگیر ہاوسنگ سوسائٹی ۱۰۵۲/ط کراچی ۱۹ پاکستان
ھدیہ بلا قیمت
(مطبوعہ جاوید پریس کراچی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین

شہداء کربلا علیہم السلام کے مستقل حالات لکھ کر جناب لسان الملت نے حسبِ سابق بے غرضانہ طریقے سے علم و ادب کی خدمت کی جس تحقیقی طرز سے اپنی ذات کو سیرت نگاری کے لئے وقف کر دیا، اس کو دیکھتے ہوئے دل نہیں چاہتا کہ وہ کسی دوسرے وادی میں قدم رکھیں۔ قطع نظر اس سے الواعظ کی شانزدہ سالہ ادارت میں چہاردہ معصوم پر زیادہ سے زیادہ آپ خامہ فرسائی فرما چکے ہیں۔ اس لئے آپ قلم اٹھانے کی ضرورت نہ تھی مگر عصر حاضر کے رجحانات پر نظر کر کے جناب ممدوح ہی کے قلم سے آٹھویں امام کا حال "الرضاؑ" پیش کرنے کے بعد نویں امام کی مختصر سوانح حیات حاضر ہے۔ وللہ الحمد و لہ الشکر۔ جواں سال معطی کی بلند ہمتی سے بعید نہیں کہ وہ اس سلسلہ کو انشاء اللہ العزیز بڑھائیں اور ناظرین دعا کریں کہ اسی اسلوب نگارش پر یہ دوسرا موضوع بھی شروع ہو اور دستِ تعاون کامیاب رہے۔

امید ہے کہ اس مختصر سیرت کے مطالعے سے ہر دانشمند اپنی جگہ سمجھ لیگا کہ امام کا تاریخی مرتبہ کیا ہے اور سفاک ظالم کے ہاتھ سے ان کا کام تمام ہونے پر انھوں نے اپنے بعد کتنی بڑی ایسی جماعت چھوڑی ہے جو ان کے آثار قدم پر چلیگی اور ان کے کارناموں پر صیقل ہوگی ان کی عظمت کا معیار یہی ان کی نسل معنوی ہے جو اولاد کے بقاء کے ساتھ ساتھ ہے۔

صدر شعبہ نشر و اشاعت

سید منظور امام زیدی۔ ۳ مارچ ۶۷ء کراچی

تاریخ ولادت مسلمانوں کے نویں امام اور سلسلۂ عصمت و طہارت کی گیارہویں فرد امام محمد تقی صلوات اللہ و سلامہ علیہ ۱۰ رجب ۱۹۵ھ مطابق سنہ ۸۱۱ء مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے کنیت ابو جعفر لقب تقی۔ جواد۔ قانع مرتضیٰ نام نامی محمد جو شہ محمد تقی بہ سے اس دنیا میں مشہور ہے۔ اس نام کی وجہ بظاہر یہ تھی کہ حضرت یحییٰ ؑ بہت ہی کمسنی میں نبوت پر فائز ہوئے تھے ان کو خداوند عالم نے اس آیت میں یاد کیا ہے یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ واتیناہ الحکم صبیا وحنانا من لدنا وزکوۃ وکان تقیا۔ اے یحییٰ کتاب قوت کیساتھ لو ہم نے انہیں بچپنے ہی میں اپنی سرکار سے حکومت دی اور رحم دلی اور پاکیزگی عطا کی وہ (تقی) پرہیزگار تھے امام محمد تقیؑ کو بھی ساتویں برس امامت ملی اور تقویٰ ان کا ذاتی جوہر تھا سلسلۂ روایات میں ناقلین حدیث نے اُن جناب کو ابو جعفر ثانی سے یاد کیا ہے۔

باپ والد ماجد حضرت امام رضا جن کی امامت اور اپنے زمانہ میں اعلم اور افضل ناس ہونے کا دوست دشمن سب کو اقرار تھا۔ روحانی کمالات آپ کے اس پیمانہ پر تھے کہ حکومتیں قدم چومتی تھیں اور پردیس میں آپ نے بھی وہ معیاری شاندار زندگی بسر کی جو کسی کو وطن میں بھی نصیب نہیں ہوئی ؎

وہ پھول سر چڑھا جو چمن سے نکل گیا
عزت ملی اسے جو وطن سے نکل گیا

ماں آپ کی مادرِ گرامی کا کیا نام تھا اہل سیر میں اختلاف ہے۔ اور نو ۹ دس نام اس محل پر زینتِ قرطاس ہیں۔ ہر محقق نے کسی ایک نام کو ترجیح دی ہے چنانچہ ایک قول یہ ہے کہ خیزران نام تھا لغوی لحاظ سے یہ ایک ریشہ دار درخت ہے

جس کو اردو میں بید[1] کہتے ہیں جو کرسیاں بُننے کے استعمال میں آتا ہے اور ہاتھ کی چھڑی بھی چوب بید سے بنتی ہے۔ فرزدق کے مشہور قصیدہ اور مدح امام زین العابدین علیہ السلام میں یہ شعر ہے۔

فی کفہ خیزران ریحہ عبق ۰۰ من کف اروع فی عرنینہ شمم

ہاتھ میں اس کے بید مشک ہے جس کی خوشبو تیز ہے وہ خوش جمال بلند بینی ہے

محقق طریحی اور دوسرے اہل قلم نے اس خاتون کو ماریہ[2] قبطیہ کے خاندان سے بتایا ہے۔ اس لحاظ سے نسلِ امامت و سادات میں مصر کی سرزمین کو بھی ایک شرف حاصل ہوا۔ اُم المومنین وہی خاتون ہیں جن کو فرمانروائے اسکندریہ مقوقس نے چند تحفوں کے ساتھ خدمتِ رسالت میں بھیجا تھا اور رقدرت نے بعد خدیجہ کبریٰ سلام اللہ علیہا ازواج نبی میں صرف انہیں کو صاحبِ اولاد کیا ابراہیم جو طفولیت میں قضا کر گئے تھے انہیں کے نونہال تھے۔

عوام میں شہرت ہے کہ ہاتھ میں بید رکھنا ناجائز ہے اور مقابل میں یہ حقیقت بھی موجود ہے کہ یزید لعین اپنے دربار میں سرِ امام حسین ؑ کے ساتھ چوب خیزران سے بے ادبی کرتا تھا۔ اگر یہ استعمال صرف یزیدی ہوتا تو بیشک دوستداران حسین کے لئے ہاتھ میں بید اچھا نہ تھا مگر بقول فرزدق امام زین العابدین ؑ کے ہاتھ میں چوبِ بید رہنے سے قباحت باقی نہیں رہتی۔ ہم سے زیادہ اُن کو حق تھا کہ ترک کرتے، شاید یہی بنیاد ہو کہ محققین علماء نے اس لکڑی کے ہاتھ میں رکھنے کی اجازت[3] دی

۱؎ لغات کشوری صفحہ ۸۰ طبع نو زدہم و ترجمہ غیاث اللغات جلد ۱ صفحہ ۱۶۲۔ ۲؎ مجمع البحرین لغت خند و نور الاخبار صفحہ ۵۲ طبع بمبئی۔ ۳؎ طہارۃ شیعہ مصنفہ سید العلماء سید حسین علیین مکان المتوفی ۱۲۷۳ھ

ہے۔ علاوہ بریں بید کی ستر قسمیں [1] دریافت ہو چکی ہیں۔ مثلاً بید مجنوں بید مشک بید سادہ اسلئے نہیں کہا جاسکتا کہ یزید کا بید کس قسم کا تھا۔

آخری قول جو نظر انداز نہیں ہو سکتا وہ ہے جس میں وارد ہوا ہے کہ آپ کی ماں کا نام "خزان" تھا۔ ہو سکتا ہے کہ کتابت میں لکھنے والے نے خزان کو خیزران پڑھا ہو اور ایسا بھی ہوتا ہے صحیفۂ کاملہ میں جہاں فرشتوں پر درود وسلام ہے یہ لفظ ملتی ہے وخُزّانُ المطر اور بارش کے خزینہ دار فرشتوں پر درود وسلام ہے۔ والدہ ماجدہ امام چونکہ خزینہ دارہ امامت و عصمت تھیں اس لئے لقب کی حیثیت میں یہ نام بھی صحیح ہے۔

ناظرین اختلافات سے گھبرائیں۔ سیرت نگار کے لئے یہ جرأت ہے کہ وہ چند اقوال میں ایک کو سپرد قلم کرے اور باقی کو نظر انداز کردے۔ مادر موسیٰ ع کے نام میں اختلافات تاریخ سے ہٹائے نہیں جاسکتے واقعہ نگار دیانت سے جو کچھ جہاں پاتا ہے پیش کرتا ہے خذ ما صفا ودع ما کدرا

پیغمبر قدر شناس ہیں اور خدا بہترین جزا دینے والا ہے۔ ام المومنین ع ہاجرہ قبطیہ کی وہ قربانی کہ اُن کا فرزند ابراہیم امام حسین ع کا فدیہ قرار پایا اور سرکار دوعالم اس قربانی کو تاحیات نہ بھولے حسین مظلوم کو دیکھ کر فرماتے تھے ___ میں فدا ہوں اس پر جس پر میں نے ابراہیم کو فدا کر دیا ظاہر نظر میں تو ان کو کچھ پھل نہ ملا لیکن اس حقیقت کی بنا پر اُن کا گھرانا نویں اور دسویں اور گیارھویں اور بارھویں امام کا سرچشمہ قرار

---

[1] لغات کشوری صفحہ ۳۶۸ باب کاف فارسی

پایا۔ اور سادات کا منبع وہ خاندان ہوا۔

بچپنا اور تعلیم و تربیت

آئمہ اہلبیت نے کسی کے سامنے زانوے ادب نہ نہیں کیا ان کی علوم وہبی کمالات ذاتی ہوتے رہے نہ ان کو پڑھانے کی ضرورت تھی نہ ان کے فضل و شرف میں کمسنی سدِ راہ تھی وہ درس گاہِ قدرت کے سند یافتہ تھے جسین بن جہم کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس حاضر تھا کہ آپ نے ایک بچہ کو بلایا جو ابھی چھوٹا تھا اور اس کو میری گود میں بٹھایا اور مجھ سے فرمایا کہ اس کی قمیص اتار کر دیکھ، میں نے پیراہن اتارا حضرت نے حکم دیا کہ شانوں کے درمیان میں دیکھ میں نے جو نظر کی تو ایک کاندھے پر مُہر کا ایسا نشان تھا جو گوشت میں اُترا ہوا تھا فرمایا دیکھا ایسا ہی نشان میرے بابا، (امام موسیٰ کاظم ع) کے اسی جگہ تھا۔

مامون اور نویں امام

اس سلسلہ کی کتابوں پر نظر کرنے والا اچھی طرح جانتا ہے کہ دشمن کی نگاہیں اولادِ رسول پر قہر آلود پڑتی تھیں اور جیسے باز شکار پر جھپٹتا ہے اس طرح یہ درندہ صفت انسان معصومین کے استیصال پر پوری طاقت صرف کر دیتے تھے قتل چونکہ ایک نسل کا قلع قمع ہے اور اسلامی آئین میں کسی پرندہ کو بھی بلاوجہ مارنے کی اجازت نہیں۔ ان کے ضمیر خود ان سے بیزار تھے اس لئے وہ اپنی بدارادوں کو طرح طرح کا لباس پہناتے تھے۔ یزیدیت کے بعد مامون نے مقصدِ ابوسفیان میں پختگی، عطا کی تھی کہ مل کر دغا دو اور جتنی ہمدردی ہو سکے کرو مگر تو یہ گناہ ڈھکا اور چھپا رہ نہیں سکتا تھا خلقِ خدا اندھی نہیں ہے۔ اخفاء واردات جب ہو سکتا ہے جب

دل و دماغ اور تاثرات پر بھی پہرہ بٹھایا جائے اور یہ ناممکن ہے مامون کے ترکش کا آخری تیر داماد بنانا اگرچہ بنی عباس اس لئے روش پر یلغار کرچکے تھے مگر امام رضا علیہ السلام کی شہادت میں مامون کی کامیابی قوم کی زبان بندی کے لئے کافی تھی چنانچہ وہ پھر اسی استعمال شدہ تدبیر پہ تیار ہوتا ہے۔

سفر غربت اور دامادی

آل رسول کے خون بہانے کی بھوک ہر قربانی کے بعد بڑھتی جاتی تھی اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر سادات کا خاتمہ ہو رہا تھا اس پُر آشوب دور میں گھر چھوڑنا خطرہ تھا امام رضا طوس کے سفر میں عیال کو ساتھ لے کر بظاہر اس لئے نہ آئے تھے کہ ان کو اپنی شہادت کا یقین تھا اگر اس موقع پر اہل حرم موجود ہوتے تو مامون کو انہیں زاویہ نگاہ بنانے میں آسانی ہوتی بچوں کو مدینہ ہی میں رکھا اور غربت میں جان دی۔ رضوی شمع گل کرنے پر مامون کی ہوس بڑھی اور آپ کو آبائی وطن سے نکالا دیس چھوڑا اسی طرح جیسے والد ماجد نے اکیلے سفر کیا تھا۔

مامون کے پاس پہنچ کر علمی چرچے، مناظرے، تحقیقات، مکالمہ شروع ہو گئے جو بڑی حیرت سے دیکھے جاتے ہیں۔ اس لئے آپ ابھی خورد سال تھے بڑے بڑے نام نہاد عالموں اور قضاۃ سے مڈھ بھیڑ ہوئی اور کسی مسئلہ کے جواب میں آپ بند نہ ہوئے اور اگر خود کچھ پوچھا تو کوئی جواب نہ دے سکا اور وقار جبہ و دستار خاک میں مل گیا اس سلسلہ میں یحییٰ بن اکثم کا آپ سے مسئلہ پوچھنا اور امام کا اُس کے سوال کی تقسیم کرنا وہ محیر العقول انداز گفتگو تھا کہ حاضرین مبہوت ہو گئے کجا درس گاہ اہلبیت کا نونہال تھا کجا وہ گرگ باراں دیدہ جو اپنے بچپن سے

لہ حیات الخلود

احکام رسول سے کھیل رہا تھا اور ابو ہریرہ عصر ابو حنیفہ زماں تھا یہ گفتگو جس کو خوف طول میں ترک کیا جاتا ہے تمام اردو سیرت نگاروں نے لکھی ہے۔

یحیی ابن اکثم سے مناظرہ

یحیی ایک پُرخور اک مرد بزرگ شکم قاضی تھے جن کا لقب ابن اکثم اسی وجہ سے ہوا کہ ان کے توند تھی وہ گیارہ برس کی عمر میں قاضی بنائے گئے عرب کا یہ معقولہ من جعل قاضیا بین الناس فقد ذبح لبغیر سکین[1]، جو قاضی بنا دیا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح ہوا موصوف پر ٹھیک اترتا ہے اُن کی عملی حالت بھی اچھی نہ تھی[2] حکومت میں ان کا وقار تھا اور ملوکیت کے موافق مسئلے ڈھلتے رہتے تھے۔

ابن اکثم جب سوالات میں امام محمد تقی علیہ السلام سے خجل ہوا اور مامون نے کہا اے ابو جعفر اب آپ بھی اس سے ایک مسئلہ پوچھیں فرمایا۔ تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو۔ صبح کو ایک مرد نے عورت کی طرف نگاہ کی وہ اس وقت حرام تھی پھر سورج نکلتے نکلتے اس پر حلال ہوگئی، پھر ظہر کے وقت اس پر حرام ہوگئی پھر عصر کے وقت حلال ہوئی یحیی نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ امام نے فرمایا۔ صبح کو ایک اجنبی نے کنیز کی طرف نگاہ کی وہ اس وقت اس پر حرام تھی۔ طلوع آفتاب کے وقت اس کو خرید لیا حلال ہوگئی ظہر کے وقت آزاد کر دیا اور عصر کے وقت اس سے نکاح کیا اور مغرب کے وقت ظہار کیا اور عشاء کے وقت کفارہ دے دیا اور آدھی رات کو طلاق رجعی دی اور فجر کو رجوع کرلی۔

اسی بزم کا واقعہ ہے کہ امام نے تین دن میں ۳۰ ہزار مسائل بیان کئے۔

---

[1] سبحۃ المرجان آزاد بلگرامی صفحہ ۱۵۶ [2] قاضی صاحب کے معاشرہ میں ناقابلِ تحریر باتوں کا ذکر ہے۔

اس علم افروز فضیلت میں یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ ہر مسئلہ کے بیان میں کتنا وقت صرف ہوا اور تین روز کے گھنٹہ کافی کیوں کہ ہوئے سونا اور جاگنا اور کھانا پینا اوقاتِ نماز کا بھی استخراج ضروری ہے علماء نے اس شبہ کا جواب یہ دیا ہے کہ بیان کئے ہوئے مسائل میں جو ضمنی مسائل حل ہو جاتے تھے اور ایک ایک جواب متعدد مسائل پر حاوی تھا ان سب کو شمار کرنے سے ۳۰ ہزار مسائل کی میزان پوری ہو سکتی ہے اور تعجب نہیں۔ اس مناظرہ میں فتحیابی پر مامون نے اپنی دوسری بیٹی ام الفضل کا عقد آپ کے ساتھ کر دیا۔ اب باپ اور بیٹے دونوں، داماد دختر مامون ہیں۔ جبیب امام محمد تقی ع کی سوتیلی ماں بھی اور سالی بھی۔ اس عقد میں امام محمد تقی علیہ السلام [1] پر سے زر و جواہر نثار کئے گئے۔

ام الفضل کو مدینہ جانا بھی نصیب ہوا مگر امام کو اندرونی خطرات سے اپنے دیس میں بھی چین نہ ملا۔ مامون کے نام شکایت کے خطوط آتے رہے جن کا تاریخوں میں ذکر ہے۔ مامون دنیاوی سیاست کے جادہ سے ہٹنا نہیں چاہتا تھا بیٹی سے اس شکایت پر کہ محمد تقی لونڈیوں سے بھی تعلق باقی رکھتے ہیں [2] مامون نے جواب دیا میں نے تیرا نکاح ابو جعفر ع سے اس لئے نہیں کیا ہے کہ تو ان پر حلال کو حرام قرار دے۔

۔ دیکھو ثمرۃ الاوراق فی المحاضرات تقی الدین ابوبکر صفحہ ۲۹۰ جلد دوم طبع مصر و معادن الجوہر و نزہۃ الخواطر فی علوم الاوائل والاواخر جلد ۲ صفحہ ۴۲ و ۳۰ ہ وصدق منشور جلد ۱م ملا شریف شیروانی صفحہ ۳۲ [3] حق الیقین صفحہ ۱۹ و ۱۷۶

[1] بحار الانوار [2] صواعق محرقہ

ضمیر شناسی

محمد بن علی ہاشمی اس صبح کو حاضر ہوئے جس کی رات کو امام نے ام الفضل کو اپنی زوجیت کا شرف عطا فرمایا۔ ہاشمی نے رات کو کوئی دوا کھائی تھی اس کی تیزی سے پیاس معلوم ہو رہی تھی مگر تہذیب مجلس سے پانی مانگنے کی جرأت نہ کی۔ امام نے چہرہ سے دریافت کر کے فرمایا، میں دیکھتا ہوں کہ تم پیاسے ہو۔ عرض کیا جی ہاں غلام کو حکم دیا اور وہ پانی لایا۔

اُم الفضل کی زندگی بھی اپنی بہن کی طرح اطاعت شعار نہ تھی یہ دونوں عورتیں جُعدہ کا کام کرنے کے لئے زوجیت میں دی گئیں تھیں سید علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ام الفضل نے مہر کا مطالبہ کیا امام نے آخرت کو اپنے اموال کا خزینہ دار کہہ کر دس مناجاتیں تعلیم کیں جو مہج الدعوات میں موجود ہیں۔

بچپن کا ایک اور واقعہ اور مامون سے علمی جھڑپ

سیرت امام میں سب سے مشہور وہ واقعہ ہے کہ مامون کی سواری گزرنے پر آپ دوسرے اطفال کی طرح بھاگے نہیں اور عجیب کا حال بتایا اس مشہور واقعہ میں یہ پہلو زیادہ قابلِ غور ہے امام رضا علیہ السلام حیات میں آپ کا طوس آنا ثابت نہیں اور لامحالہ یہ بھی ملاقات امام رضا کے بعد پہلی تھی تو مامون کا آپ کو نہ پہچاننا حد درجہ قابلِ افسوس اور تعجب انگیز ہے۔ خود دعوت دے کر طلب کرتا ہے اور اجنبی بن کر نام پوچھتا ہے مان پڑے گا کہ یہ تجاہلِ عارفانہ تھا۔

علاوہ بریں فریقین نے اس حکایت کو جداگانہ انداز سے نقل کیا ہے۔ اغیار کے قلم سے [2] واقعہ کا پسِ منظر مامون کی طرف سے عزت افزائی امام کا حسن ظن اور امیرالمومنین کہہ کر تخاطب مامون کے دل میں محبت ہے یہ تو کتب عامہ کا عالم تھا۔ ہمارے علماء کے اسلوب نگارش سے مامون کا کینہ استہزا علم امامت میں شک اور آخر میں مجبوراً صداقت کا اعتراف ہے جس کے بغیر چارہ کار نہ تھا لہٰذا قلم غیر کی خامہ فرسائی تو نظر انداز کی جاتی ہے۔ علامہ سید ہاشم بحرینی کے قلم سے واقعہ یوں بیان ہوا ہے۔ مامون کی سواری شاہانہ شوکت سے نکلتی ہے اور اطفال کے جھرمٹ میں امام محمد تقی بھی موجود ہیں بچہ ملوکانہ سطوت سے ڈر کر پراگندہ ہو جاتے ہیں اور راستہ خالی کر کے دُور سے شاہی سواری کا تماشہ دیکھتے ہیں اور اتنی دیر کے لئے کھیل ترک کر دیتے ہیں صرف امام زادہ راہ میں باقی رہ جاتا ہے مامون حکم دیتا ہے کہ اس بچہ کو میرے سامنے لاؤ جب آپ مامون کے روبرو آتے ہیں اور وہ بترش رو ہو کر پوچھتا ہے کہ تمام اطفال مجھے دیکھ کر ہٹ گئے تم کیوں نہ ہٹے تو برجستہ فرمایا کہ نہ میں نے کوئی گناہ کیا تھا جو راہِ فرار اختیار کرتا اور نہ راستہ تنگ تھا جو جگہ دینے کی ضرورت پڑتی۔ سعی حیث شئت جاجدھر جاتا ہے۔ مامون نے کہا تم کون ہو فرمایا۔ میں محمد بن علی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام ہوں کہا ماتعرف من العلوم کچھ پڑھے بھی ہو فرمایا مجھ سے آسمانوں کی خبریں پوچھو اب مامون سمجھا

---

[2] صواعق محرقہ ارجح المطالب

که میرا مخاطب خاندانِ رسالت کا چشم و چراغ ہے غرض مامون نے بچہ کو رخصت کیا اور خود آگے بڑھا ماموں کے پاس ایک سفید باز سیاہی مائل تھا کچھ دور جا کر اس کو بامید شکار چھوڑا حالانکہ داہنے اور بائیں کہیں کوئی پرندہ نہ تھا۔ باز دیکھتے دیکھتے نظروں سے غائب ہوا۔ ایک ساعت کے بعد جو آیا تو زندہ مچھلی لئے ہوئے جو مامون کی گود میں ڈال دی۔ اس نے کہا اقتُنی حتف ذالک الصبی فی ھذا الیوم علی یدی آج میرے ہاتھوں بچہ کی موت کا وقت آ پہنچا یہ غرور آمیز جملہ کہتے ہوئے واپسی ہوئی اور صاحبزادہ کو اُسی جگہ پایا۔ ماموں نے پوچھا (صاحبزادے؟) تمہارے پاس آسمان کی کیا خبر ہے فرمایا۔ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے اور انھوں نے اپنے آبا طاہرین سے پیغمبر خدا کی زبانی اور انھوں نے جبرئیل سے اور جبرئیل نے رب العالمین کی زبانِ قدرت سے کہا ہے کہ ہوا اور آسمان کے بیچ میں ایک دریا ہے جو بڑی شدومد سے موجزن ہے اس میں سبز پوشہ کی مچھلیاں ہیں جن کی پشت پر سیپیاں ہیں ان کو اپنے باز ہائے اشہب سے وہ شکار کرتے ہیں اور علماء کا امتحان لیتے ہیں۔ مامون نے بیساختہ کہا آپ نے سچ کہا اور آپ کے پدر بھی سچے اور جد بھی راست گو اور آپ کا رب بھی صادق۔

مامون سمجھتا تھا کہ چھپی ہوئی مچھلی کو محمدؑ بن علی بچہ ہو کر کیا بتا سکتے ہیں اور ان کے دعویٰ کا کہ میں آسمانوں کی خبریں جانتا ہوں پول کھل جائے گا اُن کی علمی موت واقع ہوگی لیکن فی الحقیقت اس حکیمانہ اور الہامی جواب سے وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے اور نفاق کی موت واقع ہوئی وقار مومنیت ذبح ہو گیا۔ ع

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ہر آں کس پف کند ریشش بسوزد

maablib.com

(مرقومہ بالا واقعہ پر دوسرے مصادر کی روشنی میں مزید پیدا ہونیوالے شبہات کا جواب)

مامون علم و حکمت کے اس نقیب کو دیکھ کر محو حیرت ہو گیا اور خدا کی آواز لِلّٰہِ العِزّۃ ولِرسولہ ولِلمومنین پوری ہوئی عزت خدا اور رسول اور ایمان والوں کے لیئے ہے نئی روشنی کے بعض افراد اس خبر میں شبہ پیدا کرتے ہیں اور حدیث کے معنی بظاہر یہ معلوم ہوتے ہیں کہ فضا میں کوئی دریا ہے اگر ہے تو، کہاں ہے عقلاً ممکن بھی ہے۔ موجودہ زمانہ کے ہوا باز اور طیارے دریافت نہ کر سکے اور اگر کوئی دریا ایسا مانا جائے جو کسی خاص کرہ میں ہو تو باز کی پرواز میں یہ طاقت کہاں کہ وہ کرہ مریخ یا چاند میں پہنچکر اس قدر جلد واپس ہو۔ ضرورت ہے کہ اصل واقعہ کو مختلف مصادر کی روشنی میں دیکھا جائے ابن حجر عسقلانی کے نقل کردہ الفاظ جو ارجح المطالب میں موجود ہیں یہ ہیں:- اِنَّ اللّٰہ خلق فی بحر قدرتہ سمکاً صغاراً۔ خدا نے اپنے دریائے قدرت میں چھوٹی مچھلیاں پیدا کی ہیں۔ اس جز و عبارت میں کوئی استبعاد نہیں ہے جلاء العیون کی فارسی عبارت یہ یہ ہے۔ " حقتعالے دریائے چند خلق کردہ است کہ ابراز ان دریا ہا بلند می شود و ماھیان ریزہ با ابر بالا بر دند۔" اس اقتباس کا بھی یہ مقصد نہیں کہ دریا آسمان پر ہے۔ بظاہر غلط فہمی کی بنیاد مناقب آل ابی طالب کا نسخہ مطبوعہ بمبئی ہے جو اغلاط کتابت کا معدن ہے اس نسخہ میں یہ ہے:- بین السماء و الھواء بحر عجاج یتلاطم بہ الامواج آسمان اور ہوا کے بیچ میں بحر ناپیدا کنار ہے جس کی موجوں کے تھپیڑ سے دور تک سامعہ میں پہنچتے ہیں۔ رید ہاشم

بحرینی نے مناقب ہی سے اس واقعہ کو نقل کیا ہے اس میں اصل الفاظ یہ ہیں اِنّ بین السماء والھاء بحر عجاج پانی اور آسمان کے درمیان میں دریا ہے۔

مار کی جگہ ہوا کی لفظ کاتب نے لکھی اور اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہر دریا کے نیچے جو زمین ہے وہ بھی پانی پر قائم ہے ممکن ہے کہ امام نے سلسلہ بیان میں اس مسئلہ کو سمجھایا ہو کہ یہ نہ سمجھو کہ دریا کے بعد کائنات کا خاتمہ ہے اس کے نیچے بھی زمین ہے تو اب مچھلی ابھی معمولی دریا کی ٹھہرتی ہے اور جغرافیائی لحاظ سے بغداد سے دجلہ قریب تر ہے اس لئے مراد وہی دریا ہے اور محل تعجب نہیں۔ اور اگر مناقب ابن شہر آشوب کا نسخہ صحیح ہے تو زمین و آسمان کی درمیانی فضا ایتھر کو دریا تسلیم کرنا ہوگا جب کہ ستاروں کے ذیل میں خداوند عالم نے سباحۃ کی لفظ استعمال کی ہے کُلٌّ فی فلکٍ یسبحون اس صورت میں مچھلیاں ثابت کرنا پڑیں گی جو علم الحیوان کی سیر سے ممکن ہے مچھلی ۵۰ اگز تک جست کرتی ہے یا اُڑتی ہے اور اخبارات میں یہ خبر آچکی ہے کہ گذشتہ ۱۹۳۳ء میں امریکہ کی نہر پناما میں جو کرسٹوبول بندرگاہ کے قریب ہے مچھلیوں کی بارش ہوئی تھی لہٰذا مامون کا باز پرواز کرنے والی مچھلی یا بخارات نے جن مچھلیوں کو فضا تک پہنچایا تھا اس کو لایا سیاق حدیث بھی مشعر ہے کہ مچھلی کا آنا آسمانی واقعہ ہے۔

اوصاف وکمالات امام محمد تقی علم و حلم زہد و تقوی شجاعت و عبادت عزتِ نفس انسانی ہمدردی کے جذبہ سے معمور دل

سینہ میں رکھتے ہیں اور اوصافِ حمیدہ میں آپ کا کوئی نظیر نہ تھا دشمن کی بزم میں رہ کر ہر قدم پر کامیاب رہے اور کمسنی ان کے علمی کمالات میں سدِ راہ نہ ہوئی آپ اپنے آغاز سے انجام تک ہر انسان وحیوان کی زبانیں سمجھتے تھے اور تحفظ اوقات کا جذبہ خاص طور پر حاصل تھا۔ ابوالصلت کی موجودگی میں کچھ لوگ حاضرِ خدمت ہوئے اُن میں سے پہلے شخص نے کہا میں آپ پر فدا ہوں ..... آپ نے اس کا قطعِ سخن کر کے کہا "وہ قصر کریں گے" دوسرے شخص نے کچھ کہنا شروع کیا اور جعلت فداک کہنے پایا تھا کہ آپ نے فرمایا تم کو کوئی نہ ملے تو دریا میں بہا دو وہ پہنچ جائے گی۔" حاضرِ وقت کو حیرت ہوئی کہ بغیر سوال سُنے ہوئے جواب دیئے۔ جب سبب پوچھا تو فرمایا کہ پہلے کا سوال یہ تھا کہ ملاح کیا نماز میں قصر کرے۔ میں نے کہا کہ کشتی مثل گھر کے ہے قصر نہ ہوگا۔ دوسرا یہ پوچھتا تھا کہ اگر کوئی شیعہ آپ کا نہ ملے تو مالِ زکوٰۃ کس کو دوں۔ میں نے کہا اگر کوئی دوست نہ ملے تو دریا میں ڈال دو جو اس کا اہل ہے اس تک پہنچ جائے گا۔

اس اندازِ جواب میں وقت کی قدر وقیمت پر روشنی پڑتی ہے اور سائل کا جتنا وقت سوال میں صرف ہوتا جواب دے کر اس کو سرفراز کیا یہ ہے اخبار بالغیب جو عطاءِ یزدانی کے بعد اُس کے چُنندہ بندوں کو معلوم رہتا ہے۔

ایک خصوصی حکم

ایام ہفتہ میں عموماً پیر کا دن ہر کام کے لئے نحس اور دوشنبہ روزِ بد سمجھا جاتا ہے۔ مگر ابن بابویہ علیہ الرحمۃ نے

الخصال جلد ۲ صفحہ ۲٦ طبع بمبئی میں ایک حدیث درج کی جس میں حضرت معصوم نے دوشنبہ کے سفر کو مبارک قرار دیا مصنف نے نوٹ لکھا ہے مراد اس سفر سے نماز استسقاء کے لئے گھروں سے نکلنا معلوم ہوتا ہے۔

دیوان حضرت امیر علیہ السلام میں بھی ایک شعر ہے ۔ وفی الاثنین ان سافرت فیہ ستظفر بالنجاح وبالثراء ۔ یعنے اگر در روز دوشنبہ سفر کنی ہر دوئی فیروز شوی بہ حاجت روائی وثروت (دیوان حضرت امیر علیہ السلام)

سارا دیوان علماء رجال میں پایہ اعتبار کو نہیں پہنچا اس لئے یہ استدلال میں ناکافی ہے۔ حالات امام محمد تقی علیہ السلام سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے ایک خط میں علی بن مہزیار کو لکھا واسئل اللہ ان یجعل لک الخیرۃ فیما عزم لک من الشخوص فی یوم الاحد فاخر ذالک الی یوم الاثنین انشاء اللہ۔ یعنے اتوار کے دن سفر کے بارے میں جو تم نے فیصلہ کیا ہے خدا تمہارے لئے بہتر کرے لیکن یہ سفر پیر کے دن کرنا انشاء اللہ خدا سفر میں تمہارے ساتھ اور تمہارے گھر والوں کے لئے اپنی رحمت وعافیت خاص رکھے۔

اس حقیقت کے بعد سفر دوشنبہ کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ مؤلف اوراق نے اوقات ضرورت میں جب ادعیہ دفع نحوست کو پڑھ کر پیر کو سفر کیا تو وہ سفر میری زندگی کے تمام سفروں میں کامیاب رہا ممکن ہے کہ اس اجازت کا تعلق خاص طبائع سے ہو اس کو فقہاء سے پوچھو۔

اقوال

اٹھارہ برس تک خلق خدا کو نفع پہنچانے کے لئے آپ نے زبان الہام آموز پر جو حکیمانہ نصیحتیں جاری کیں انمیں چند ارشادات ملاحظہ ہوں۔

(۱) جو خدا پر بھروسہ کرے مسرت اس کو اپنی پناہ میں لیتی ہے۔

(۲) خدا پر توکل وہ قلعہ ہے جس قلعہ میں مومن کے سوا کوئی نہیں رہ سکتا مگر امانت دار مومن۔

(۳) خُدا پر توکل ہر بُرائی سے نجات اور ہر دشمن سے بچنے کا تعویذ ہے۔

(۴) دین عزت ہے اور علم خزانہ ہے اور خاموشی نور ہے۔

(۵) قصرِ دین کو بدعت کا ایسا گرانے والا کوئی نہیں

(۶) جو پرہیزگاری کے درخت لگائے گا وہ اُمیدوں کے پھل حاصل کرے گا۔

(۷) عقل اور حماقت انسان میں اٹھارہ برس تک جھگڑتی ہے۔ اس عُمر پر پہنچنے کے بعد کبھی جہل غالب آجاتا ہے کبھی عقل۔

(۸) کلام کی زینت فصاحت سے ہے اور عدل ایماں کی زینت ہے اور یادداشت روایت کی زینت ہے اور کثرت گریہ خوف کی زینت ہے۔ اور احسان نہ جتانا نیکی کی زینت ہے اور خشوع زینت نماز ہے۔

(۹) بالدعاء تدفع البلاء ۔ دُعا ردِ بلا کرتی ہے۔

عادات و اطوار آپ صغیر السنی میں بھی قہقہہ مار کے نہیں ہنسے کبھی، کسی خادم اور غلام و کنیز کو سخت الفاظ سے یاد نہیں کیا بچپن میں بھی کھیل کی طرف رغبت نہیں کی اور فرماتے تھے ما للعب خلقنا ہم کھیل کے لئے پیدا نہیں ہوئے ہیں خطوط میں العلوی الہاشمی تحریر کرتے ہیں بعض مکاتیب کے خاتمہ میں کُتب بخطہٖ بھی تحریر کیا ہے جو مخلصین کے لئے ایک یادگار

اور سبب افتخار تھا۔

شہادت مامون کی آرزو قتلِ امام میں پوری نہ ہوئی اور وہ ۲۱۷ھ میں ملک گیری کی ہوس میں اپنے بھائی معتصم کو ولی عہد مقرر کر کے ملک روم کی طرف روانہ ہوا اور ادھان کے قلعوں کو فتح کرتا ہوا، راستہ میں بیمار پڑ کے سال بھر کے بعد ۲۱۸ھ میں مرگیا منحوس بھائی کے ارادہ کی تکمیل معتصم کے ہاتھ سے ہوئی اور امام محمد تقی ؑ آخری سفر مدینہ سے کر کے ۲۸ محرم ۲۲۰ھ کو وارد بغداد ہوئے۔ یہ معتصم کا ابتدائی دور تھا زہر دے کر آپ کو ختم کر دیا یہ جگر پاش شہادت مامون کے ڈھائی برس بعد ہوئی امام محمد تقی ؑ نے خود فرمادیا تھا الفرج بعد المامون بثلثین شہرا[لہ] مامون کے بعد تیس مہینوں گذرنے پر آرام ملے گا یہ پیشن گوئی دلیل ہے اس بات کی کہ آپ کو مامون کے رویہ سے وہ تکالیفِ روحانی اور اذیت دماغی تھی کہ موت کو آپ اپنی راحت و آرام کا سبب قرار دیتے تھے ۲۹ ذیقعد ۲۲۰ھ تاریخ رحلت ہے جو مطابق تھی ۸۳۵ء عیسوی سے عمر شریف ۲۵ سال تھی آپ کے مسموم وفات پانے کا ذکر صواعق محرقہ میں بھی ہے سبط ابن جوزی نے قاتل کا نام بھی بتایا ہے عبید اللہ امرتسری لکھتا ہے یقال انّ ام الفضل بنت المامون سمتہ بامر ابیھا (تذکرہ خواص الامہ) سبط ابن جوزی، لکھتے ہیں کہ ام الفضل مامون کی بیٹی نے اپنے باپ کے حکم سے آپ کو زہر دیا اور

لہ مفاتیح الجنان طبع نجف اشرف صفہ ۳۰۶ جنات الخلود

(ارجح المطالب صفحہ ۴۲۹) فاضل امرتسری کو کہنا چاہیے کہ باپ کی وصیت سے بیٹی کے ہاتھ یہ جرم ہوا اور اپنے جدّ بزرگوار امام موسیٰ کاظم ع کے جوار میں سپردِ خاک ہوئے۔ بغداد میں قبرستان قریش انہیں دو قبروں کے لحاظ سے کاظمین اور الجوادین کے نام سے مشہور ہے اور زیارت گاہ خلق ہے۔ دفن وکفن آپ کا بھی اپنے فرزند امام علی نقی علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوا جو مدینہ میں تھے۔ طی ارض سے بغداد آئے امام علی نقی ع کا برادر رضاعی (دودھ شریک بھائی) کا بیان ہے میں امام علی نقی ع کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ کے ہاتھ میں ایک لوح تھی جسے پڑھ رہے تھے ناگاہ چہرہ آپ کا متغیر ہوا اور میرے پاس سے اُٹھ کر گھر کے اندر گئے وہاں سے رونے کی صدائیں بلند ہوئیں جب برآمد ہوئے تو مجھے اپنے پدرِ مظلوم کی خبر شہادت دی اور فرمایا کہ میں دفن کے لئے جا رہا ہوں۔ نوروز علی بسطامی نے وسیلۃ النجات میں جس کی تالیف سے وہ ۱۳ محرم ۱۲۷۱ھ کو فارغ ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ زہر خورانی اور شہادت کے بعد نعش اقدس بالائے بام سے زمین پر گرادی گئی اور جسم میت پر وہ مصیبت واقع ہوئی جو حضرت مسلم پر کوفہ میں واقع ہوئی تھی۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

درجہ عظمیٰ شہادت کو بعض مسلمین نے اسقدر ارزاں قرار دے لیا ہے کہ شہاب الدین محمد ابن احمد حلی کی رائے ہے کہ جو وطن[۱] سے دور کسی شہر میں اپنی موت سے مرجائے وہ "شہید مرا"۔ اس رائے کے بعد عصبیت نواز طبقہ (جو اخفاءِ واردات کا عادی ہے) بھی آپ کو شہید تسلیم کر سکتا ہے۔

---

[۱] جنات الخلود صفحہ ۳۵ و کبریت احمر ۲ مستطرف

آئمہ طاہرین میں آپ سب سے کم عمر ۲۵ سال کے سن میں شہید ہوئے۔

آثار قدیمہ امام کی مختصر زندگانی جو عالم شباب میں دشمن کے ہاتھ سے ختم ہوئی سفر حضر کے دو باب ہیں جس کی ہر فصل عبرت نا اور ہر عنوان امتحان ہے جس میں وہ انتہائی ثبات قدم کے ساتھ بلیان مرصوص بن کر ثابت قدم رہے اس حیات مستعار میں علم و عمل صبر و تحمل اور جود و سخا زہد و تقویٰ کا وہ نمونہ دنیا کے سامنے چھوڑے جو انسان کو آخر تک یاد رکھیں گے۔ احادیث و روایات کے علاوہ وہ باقی رہ جانے والے آثار ہیں۔

(۱) وہ خطبۂ نکاح ہے جو امام نے ام الفضل کے نکاح میں پڑھا تھا ہمارے اہل علم زیادہ تر اسی خطبہ کو عقدت کا دلیل ہو کر پڑھتے ہیں۔ الحمد للہ اقراراً بنعمتہ اس کی ابتدا ہے اور حمد و ثنائے الٰہی میں بڑے جامع اور مختصر الفاظ ہیں۔

(۲) وہ دس مناجاتیں جو آپ نے دختر مامون کو تعلیم کیں مختلف مطالب دینی اور دنیوی پر مشتمل مہج الدعوات میں موجود ہیں۔

(۳) وہ خطوط بھی حکمت و ادب کا ایک ذخیرہ ہیں جو آپ نے علی بن مہزیار کو لکھے ان خطوں میں نصائح ہیں اور عقیدت کیش طبقہ کے لئے نام بنام دعاؤں کا ذکر اور دشمنوں سے محفوظ رہنے کی بارگاہِ خدا میں استدعا ہے۔

(۴) حرز جواد سلام اللہ علیہ امام کی مشہور ترین یادگار ہے اور قنوت، حرز ہیکل اور ہر قمری مہینہ کی پہلی تاریخ والی نماز بھی آثار باقیہ میں ہے۔

ازواج و اولاد آپ کی بیبیوں میں ام الفضل جس سے کوئی اولاد نہ تھی اور جو امام کو زہر دینے کی پاداش میں اُن حضرت کی دُعائے بد سے[۳] خاص حقیقۂ جسم کے ایک زخم میں مبتلا ہو کر زندہ در گور ہوئی معتصم نے ناراض ہو کر گھر سے نکالا گداگری میں اس کی بقیہ عمر بسر ہوئی اور مرنے پر کسی نے لاش دفن بھی نہ کی کُتّوں نے مردہ جسم کا گوشت اپنی غذا بنایا۔

ایک بی بی وہ تھیں جو عمار یاسر ؑ کی اولاد سے نہیں اور دختر مامون نے جن سے حسد کیا تھا اور بی بی سمانہ جن سے نسل امامت جاری ہوئی اور بعض کنیزیں بھی تھیں جن کے نام کی صراحت نہیں اولاد میں دو صاحبزادہ اور دو صاحبزادیاں محمد علی۔ موسیٰ۔ میرقع حسینہ حلیمہ بریہہ۔ امامہ

اصحاب جو طبقہ امام کے فیضِ صحبت سے نشر روایت کا حق رکھتا تھا اس کی فہرست طویل ہے مثلاً اسحاق بن ابراہیم، احمد بن محمد ابی نصر بزنطی حسن بن سعید اہوازی صفوان بن یحییٰ محمد بن ابی عمیر عبد العظیم بن عبداللہ وغیرہ۔

---

[۱] اس حرز کا یہ فائدہ ہے کہ جس کے بازو پر ہو اس کو اگر تمام روئے زمین متحد ہو کر دشمنی پر تیار ہو اور نقصان پہنچانا چاہے تو ضرر نہ ہوگا دیکھو سفینۃ النجات صفحہ ۲۴۶ مطبع سلطانی

[۲] تحفۃ العوام صفحہ ۶۱ طبع نظامی پریس [۳] جنات الخلود (فٹ نوٹ متعلق صفحہ ۲۰)

روز قیامت آپ کی شان

پیغمبر خدا صلعم کی وہ حدیث جس میں بارہ اماموں کے بروز قیامت عہدہ دن کا ذکر ہے آپ کے لیے ارشاد ہوا ہے۔ و محمد بن علی متولی اهل الجنة فی درجاتهم اور امام محمد تقی کے ہاتھ تولیت اہل بہشت ہوگی ان کے درجات و منازل میں۔

آپ کا مخصوص دن ایام ہفتہ میں

حالات امام موسی کاظم ع میں گذرا کہ روز چہار شنبہ Wednesday بدھوار ساتویں اور آٹھویں اور نویں امام کا دن ہے۔ آنحضرت کی زیارت اس دن پڑھی جاتی ہے اور حدیث امام علی نقی علیہ السلام کا حاصل یہ ہے کہ یوم الاربعا نام ہے امام موسیٰ کاظم اور امام رضا اور امام محمد تقی اور امام علی نقی ع کا ایسا کیوں ہے اس کا راز ناظرین کے فہم و ادراک پر چھوڑا جاتا ہے ہم کو جو کچھ عرض کرنا تھا وہ عسد کلام میں عرض کر چکے۔ بدھ کے دن کی زیارت مستحب ہے۔

maablib.com

انسانی بہبودی پر آپ کے چند ارشادات

امام کے سامنے انسان کے جسم و روح دونوں کی بہبودی ہوا کرتی

ہے۔ حرز جواد پر آپ کی بارگاہ سے مومنین کے بازو پر رہتے ہیں اور دنیاوی خطرات سے بچنے کے لئے بیمار کے لئے مبتلائے مرض ہونے پر چھوٹی چھوٹی دعائیں تاکہ مرض دفع ہو، پہلی کی نماز تاکہ ہر چاند کی پہلی کو پڑھ لینے کے بعد پورے مہینہ بھر اس کے اور اس کے متعلقین کی حفاظت ہو وہ دستور عمل ہے جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اس سلسلہ میں :-

(۱) جس عورت کے ماہوار خون بند نہ ہو اور زیادتی ہو جائے اس کے لئے فرمایا ہے[1] کہ ستو کھلاؤ خون بند ہو جائے گا۔

(۲) حدیث صحیح میں آپ کا ارشاد ہے کہ اسفرود ــــ کا گوشت بابرکت ہے میرے والد اس کو بہت دوست رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یرقان میں اس کا گوشت بھون کر کھلانا بہتر ہے۔ برہان قاطع مشہور لغت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ پرندہ سیاہ رنگ کا چڑیا سے کچھ بڑا سر پر تاج ہوتا ہے عربی میں قطا کہتے ہیں[2] اردو میں بہٹ تیتر نام ہے۔

(۳) آداب دسترخوان میں عموماً احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے[3] کہ کھانا کھاتے وقت جو کچھ دسترخوان پر گرے وہ پڑا رہنے نہ دے فوراً کھالے لیکن اس موقعہ پر امام محمد تقی علیہ السلام کا

---

[1] حلیۃ المتقین [2] اس پرندہ پر الواعظ محرم نمبر اگست ۱۹۵۵ء پورا مقالہ دیکھو۔

[3] تحفہ احمدیہ جلد دوم صفحہ ۲۰۳ طبع مطبع مرتضوی لکھنؤ۔

ایک ارشاد ہے کہ اگر کسی صحرا میں کھانا کھانے کا اتفاق ہو اور کچھ گر جائے تو اگرچہ وہ گوسفند کی ایک ران ہی کیوں نہ ہو زمین سے نہ اُٹھائے رہنے دے اور چھوڑ کر چلا جائے۔

عرب عموماً صحرانوردی میں زندگی بسر کرتے تھے اور سفر و حضر میں آداب دسترخوان کی تبدیلی کا سبب ہماری ناقص عقل میں تو یہ آتا ہے کہ ممکن ہے زمین پر رہ جانے والا گرا ہوا کھانا کسی جانور کے مقدر کا ہو تو نظام قدرت پر ہمیں راضی رہنا چاہیئے اور زمین کی گری ہوئی چیز نہ اٹھاویں۔

۴) انسان کا دل وسوسہ شیطانی سے بہت زیادہ دوچار ہوا کرتا ہے۔ ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں عریضہ لکھ اور اُن چیزوں کی شکایت کی کہ جو دل میں خطور کرتی ہیں آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ خدا تجھ کو حق پر ثابت قدم رکھتا ہے اور شیطان کو تجھ پہ غالب ہونے نہیں دیتا۔

---

maablib.com

لہ تحفۂ احمدیہ جلد دوم صفحہ ۲۰۳ طبع مرتضوی لکھنؤ

ایک غلط فہمی کا ازالہ اور اظہار حقیقت

نام نہاد مسلمانوں میں توحید باری سے لیکر معاد تک اور پھر فروعِ دین میں ہر موضوع کو اِس قدر تختۂ مشق بنا لیا تھا کہ زیادہ حقیقتیں زیرِ نقاب رہیں بحث رسالت جو مسلمانوں کی مذہبی زندگی کا بنیادی مسئلہ ہے اس کو بھی طرح طرح کے ذاتی تخیلات سے سالم نہ رکھا تھا کبھی آباءِ طاہرین کا غیر مسلم ہونا کبھی خود ذاتِ رسالت کے لئے تجویز گناہ اور سہو و نسیان کبھی شقِ صدر اس طرح امی کے غلط معانی مرتب رسالت کو لپیٹ کر رہے تھے۔ محمدؐ صوفی امام محمدؐ نقی علیہ السلام کی خدمت میں اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے حاضر ہے اور پوچھتا ہے۔

محمدؐ صوفی :- نبی خدا کو امی کیوں کہتے ہیں

امام :- لوگ کیا کہتے ہیں

محمد :- میں آپ پر فدا ہوں اُن کا زعم (ناقص)، تو یہ ہے۔ کہ نبی نہیں لکھ سکتے تھے۔

امام :- وہ جھوٹے ہیں اُن پر اللہ کی طرف سے لعنت ہو خدا

کی قسم رسولِ خدا تو بہتر زبانوں میں لکھ پڑھ سکتے تھے۔

اُمّی ان کو اس لئے کہا گیا ہے کہ مکّہ کے رہنے والے تھے اور مکہ ام القریٰ ہے یہی تو خداوند عالم نے فرمایا ہے لتنذر ام القریٰ ومن حولہ۔ بظاہر ایسا ہے کہ ۷۲ کی تعداد کثرت کو ظاہر کرتی ہے ورنہ رسل اس سے زیادہ زبانیں جانتے تھے جسطرح لکھنؤ کا باشندہ لکھنوی سبزوار کا سبزواری اس طرح ام القریٰ کا رہنے والا اُمّی ہے۔

میرے ذہن ناقص میں تو یہ آتا ہے کہ لکھنے پڑھنے سے پیغمبر کے عاجز ہونے کا پسِ منظر حدیثِ قرطاس کو باطل کرنا ہے اور دوات و قرطاس طلب کرنا آپ کی قوتِ تحریر اور ذوقِ قلم پر خود دلیل ہے، جب کہ نبی اُمت سے بہتر ہوتا ہے اور اُس کا افضل خلق ہونا ہر شخص کو تسلیم ہے تو کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ اُمت میں تو کتنے لکھے پڑھے موجود اور نبی ان پڑھ عجب اُلٹی منطق ہے۔ پروفیسر نواب علی نے دورِ حضرت رسول میں سترہ صحابی بتائے ہیں جو لکھ سکتے تھے سخت افسوس ہے کہ رسول نہ لکھ سکیں؟ حدیث قرطاس اپنی جگہ ناقابلِ انکار ہے دیکھو ـــــ

(۱) صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۲۵ و جلد دوئم صفحہ ۱۳۸ و جلد سوئم صفحہ ۶۵ و جلد چہارم صفحہ ۵ و ۱۹۲ طبع مصر

۵؎ صحف سماوی صفحہ ۱۶۷ طبع کراچی

maablib.com

(۲) مسند احمد بن حنبل صفحہ ۲۲۷ و ۲۹۳ و ۳۲۴ و ۳۳۶ جلد اول طبع مصر

(۳) تاریخ الامم والملوک جلد ۳ صفحہ ۱۹۳ طبع مصر

(۴) ملل ونحل شہرستانی صفحہ ۸ طبع مصر

(۵) مواہب لدنیہ قسطلانی جلد ۲ صفحہ ۳۶۷ طبع مصر سنہ ۱۹۰۸ء

(۶) امتاع الاسماع جلد اول صفحہ ۵۴۵

(۷) ازالۃ الخفاء صفحہ ۱۰۱

(۸) الفاروق صفحہ ۳۷ و ۳۸ طبع دہلی سنہ ۱۹۲۲ء

زیارت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰبَآئِکَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اَبْنَآئِکَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اَوْلِیَآئِکَ اَشْهَدُ اَنَّکَ قَدْ اَقَمْتَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیْتَ الزَّکٰوۃَ وَاَمَرْتَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَیْتَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتَلَوْتَ الْکِتَابَ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ وَجَاهَدْتَ فِی اللّٰہِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَصَبَرْتَ عَلَی الْاَذٰی فِیْ جَنْبِهٖ حَتّٰی اَتَاکَ الْیَقِیْنُ قَصَدْتُکَ زَائِرًا عَارِفًا بِحَقِّکَ مُوَالِیًا لِاَوْلِیَآئِکَ مُعَادِیًا لِاَعْدَآئِکَ فَاشْفَعْ لِیْ عِنْدَ رَبِّکَ ۔

(مفاتیح الجنان)

ثواب زیارت قبر مطہر کاظمین میں زیارت گاہ خلق ہے اور زائر کو جو ثواب ضریح مبارک کے دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے اس کے لئے حدیث امام جعفر صادق ع کافی ہے آپ فرماتے ہیں من زارنا بعد موتنا فکانما زارنا فی حیاتنا، جس نے بعد وفات ہماری زیارت کی گویا اس نے جیتے جی ہم کو دیکھا اور جو نزدیک قبر چار رکعتیں نماز زیارت کی پڑھے تو خداوند عالم اس کے نامہ عمل میں ایک مقبول حج کا ثواب تحریر فرماتا ہے۔

روضہ بغداد سے کار پر ۱۰ امنٹ کا راستہ طے کر کے دو عالی شان گنبد اور چار مینار سے دور سے نظر آتے ہیں یہی کاظمین شریفین اور آرامگاہ ہے۔ دو اماموں کی حضرت امام موسیٰ کاظم اور امام محمد تقی ع دادا پوتے اہل دنیا سے کنارہ کش ہو کر اس زمین پر محو خواب ہیں اور درجہ شہادت نے حیات ابدی دی ہے یہ سر بفلک عمارت ہمارے اسلاف کی بلند ہمتی کا وہ اعلیٰ نمونہ ہے جس سے قوم کا وقار رفتہ نگاہوں میں پھر تا ہے۔

عراق کے مشاہد مقدسہ کی تاسیس و تعمیر اور آراستگی میں سلطنت اودھ کے خدمات بھی نظر انداز نہیں ہو سکتے اور اس ارض پاک کا چپہ چپہ شیعہ سلاطین کے فیوض سے معمور ہے ذیل میں ایک طویل خط سے شہر کے حصار پر حضرت سید العلماء سید حسین علیین مکان طاب ثراہ کو علمائے عراق نے توجہ دلائی ہے کہ وہ شاہ کو

لہ جامع الاخبار

کو اس خدمت پر تیار کر دیں اصل الفاظ یہ ہیں ــــــ

عرض دیگر آنکہ بلد کاظمین علیہما السلام محتاج است بحصار و ہمچنیں بقعہ مبارکہ سلمان فارسی کہ در مدائن پنج فرسنخ بغداد است و مزار عام و خاصہ است تقریباً پنجہزار روپیہ سکہ خرچ تعمیرش می شود ہر گاہ این دو امیر عظیم باسم بادشاہ اعظم بشود بسیار بموقع است۔

صدر سخن میں فاضل محرک مولانا سید ابراہیم موسوی نے نہر آصفی کی تیاری اور روضہ سامرہ کی درستی پر شاہ اودھ کی پیشکش کا ذکر کیا ہے. اس کے بعد کا ترجمہ ملاحظہ ہو ـــــ

دوسری عرض یہ ہے کہ شہر کاظمین کو حصار کی بڑی ضرورت ہے اور اسی طرح مرقد سلمان فارسی جو مدائن میں بغداد سے ۵ فرسخ ہے اور زیارت گاہ خلق ہے. اس کی تعمیر میں ۵ ہزار روپیہ کی ضرورت ہے اگر یہ دونوں مرحلے بادشاہ کے نام سے انجام پا جائیں تو بہترین موقعہ ہے.

یہ اصل خط بفضلہ میرے مخطوطات میں موجود ہے. اور فرزان علم اور روضہ حضرت عباس پر توجہ شاہی مبذول ہونے پر خط ختم ہوتا ہے مستحق تبریک ہیں وہ نفوس جنھوں نے ایسے تاریخی مقامات مقدسہ کو فروغ دیا اور اپنے سرمایہ سے باقی رکھا.

شبیہہ روضہ کاظمین | لکھنؤ میں جہاں تمام مشاہد مقدسہ کی نقلیں موجود ہیں شبیہہ کاظمین محلہ منصور نگر سے گذر کر واقع ہے اس زیارت گاہ کے بانی شرف الدولہ غلام رضا خان مرحوم تھے جو آغاز زندگی

ہی ہندو جگن ناتھ نام قوم اگروال سے تھے۔ عہد امجد علی شاہ بادشاہ میں،
اسلام لائے ختنہ ہوا اور سلطان عالم محمد واجد علی شاہ آخری تاجدارِ اودھ
کے زمانہ حکومت سنہ ۱۲۶۹ھ میں یہ عمارت بنائی جو ایک وسیع قطعہ
اراضی پر واقع ہے ۲۶ / جمادی الاول سنہ ۱۲۷۸ھ ان کی تاریخ وفات ہے۔
شرف الدولہ کی رفیقہ حیات بھی پیکر خیر اور مومنہ کاملہ تھیں ان کی رحلت
کے وقت زبان پر سورۂ توحید تھا ؎

تا نزع داشت سورہ اخلاص ور دِلب ٭ اخلاص حق عیاں ہمہ خاص و عام شد

دونوں میاں بی بی اسی روضہ میں سپردِ خاک ہوئے قبر پر پتھر اور قطعاتِ
تاریخ موجود ہیں۔ محترم بانی نے صرف دو ہزار روپیہ کے نوٹ روضہ کے
اخراجات میں چھوڑے کرایہ دوکانات اور اسی رقم سے عمارت مذکور ۱۹۱۷ء
سے حسین آباد ٹرسٹ کے زیرِ انتظام ہے اس روضہ پر شیخ تصدق حسین حنفی،
ایڈوکیٹ کا بسیط مقالہ الواعظ نمبر سنہ ۱۹۰۶ء میں شائع ہوا ہے اور تاریخ
لکھنؤ میں ہم نے مفصل حال نذرِ قرطاس کیا ہے حسین آباد کی ضریح اور چپ تعزیہ
اسی روضہ میں لایا جاتا ہے اور جلوس عزا یہاں اختتام پذیر ہوتا ہے۔

سوا دو سو برس کے بعد قبر مبارک پر دشمن کا بہت بڑا سخت حملہ

ربیع الاول سنہ ۴۴۳ھ میں جب کرخ کا عظیم فساد ہوا تو نواصب بغداد نے اس
یلغار میں مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ وہ دونوں متقدس قبریں کھودینگے تعویذ قبر کو خدا نے بچایا
نذر دوں نے خطا کی گرد و پیش کی زمین کھودی مزار محفوظ رہا خزانہ امامت کے تبرکات اور قیمتیں
چیزیں لٹ گئیں۔

تعلیمات

اس سیرت مبارکہ سے ہمکو کیا سبق ملتا ہے بڑی ضروری بات ہے ہمارے مطالعے کی بیش قیمت گھڑیاں بیکار نہ جانا چاہئیں جبکہ دُنیا علم و عمل سے دُور ہوتی جا رہی ہے آخری بار مصنف کو توجہ دلانا ضروری ہے۔

۱۔ امامت ہو یا نبوت اس منصب الٰہی میں کمسنی رکاوٹ پیدا نہیں کرتی طفولیت میں نبی اور امام اس مرتبہ کو پا سکتا ہے۔

۲۔ سفری زندگی سے انسان کو تنگدل نہ ہونا چاہیئے جتنی بڑی ہستیاں ہیں وہ دیس میں رہنے نہیں پائیں غریب الوطنی خود ایک صفت ہے ؎

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں ادھر ڈوبے، ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

۳۔ معصوم کھیل کود کے طفلانہ شغل سے پاک ہوا کرتا ہے خورد سال ہو کر بھی لہو و لعب میں مبتلا نہیں ہوئے۔ (۴) شکار تضیع اوقات اور ایک ملوکانہ رویہ ہے جس سے معصومین کی حیات خالی ہے۔ (۵) حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا وہ ارشاد کہ مجھ سے فلک کے راستوں کو پوچھو۔ اس دیدۂ علم و کمال کو دنیا بھول رہی تھی۔ آنحضرت کے چشم و چراغ نے وہی لب و لہجہ اختیار کر کے خواب غفلت میں سونے والوں کو چونکا دیا۔

۶۔ تحفظ اوقات انسان کیلئے سیرت آئمہ ہے۔ (۷) امام منصب تبلیغ میں روح کی پرورش کیساتھ تربیت جسم پر بھی متوجہ ہیں۔ (۸) حکم ایزدی ہے تو وہ آئندہ کی خبریں بھی دینگے اور ان کے علوم کا سلسلہ باری تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ (۹) لازم نہیں کہ انبیاء و اوصیاء کی بیویاں سب اطاعت شعار ہوں سیرت سے یہ غلط فہمی بھی رفع ہو جاتی ہے۔ (۱۰) خط کا جواب دینا بھی سیرت امام ہے ہم میں کتنے افراد وہ ہیں جو اہم خطوط کو بھی ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں اور عالم با عمل ہونے کے دعویدار ہیں۔ (۱۱) جو صحیح راستہ پر نہ ہو اسکو کاذب کہنا سیرت ہے معصوم ہے امام طفولیت میں بھی حاکم جابر سے نہیں ڈرتا۔ (۱۲) دوستی کی تکمیل دشمنی سے کنارہ کشی کے بعد ہوتی ہے۔ (۱۳) زیارت قبور حکم خدا و رسول اور فرض عقیدت ہے۔۔۔

(۱۴) اگر ظالم ہے تو وہ مظلوم ہے [illegible] جتنی قبروں کی [illegible] مختلف اور دوسرے لوگ [illegible]

ادبیات

شیخ احمد جام المتوفی قبل ۵۳۰ھ

پیشوائے مومنانست ای مسلمانان تقیؑ ؎ گر نقی را دوست دارم در دو مذہب روا است

نظام الدین اولیاء المتوفی ۷۲۵ھ

زبہر دخل جنت دان تقی را شافع و نافع ؎ کہ او چون جد خود فردا شفاعت خواہ باشد

بدیع الدین شاہ مدار المتوفی ۸۲۸ھ

غیر از تقی مدان نہ بغیر از نقی مخوان ؎ بطلان کفر جامی است شرع مطہرم

عشق لکھنوی المتوفی ۱۳۰۹ھ

ہے مقامِ نور دنیا میں مقام کاظمین ؎ صبح جنت پر ہنسا کرتی ہے شام کاظمین

راشد نقی

وہ تقی متقی ہوں یا نقی محترم ؎ دین و دنیا میں نہ انکا ہے نہ ہے انکا جواب

سید محمد احسن خاور کربلائی (نجیب آبادی) المتوفی ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

بروز دوشنبہ (مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۶۳ء)

ملے نہ بابِ حوائج پہ کیوں نہ دل کو چین ؎ ہیں اس مقام پہ دو دو نبی کے نور عین

آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

آغا مہدی (آلِ غفران مآب رح)

یوم الترویہ ۸ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ دستگیر ہاؤسنگ سوسائٹی نمبر ۱۰۵۲ کراچی ۱۹ (پاکستان)

maablib.com

مکتبة العلوم
کراچی
مرکز احیاء آثار برصغیر
MAAB 1431
maablib.com



هدیہ بلا قیمت از طرف

maablib.com

پروفیسر سید زین العابدین صاحب
بی کام، ایم اے
C/1C/17- لیاقت آباد کراچی ۱۸